TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222598
UNIVERSAL
LIBRARY

جملہ حقوق بحق رازق الخیری محفوظ ہیں

۲۳۸ ع

رودادِ قفس

یعنی

علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی

بے نظیر اور پر درد نظموں کا مجموعہ

جس کو

محمد عبد الرزاق الخیری

نے بماہ دسمبر ۱۹۲۲ء

[illegible] دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

بار ثانی، قیمت صرف ۶ آنے

علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی

ملک کے ان مشہور مصنفوں میں ہیں جنکا ثانی ان کے خاص رنگ میں نہ مادر وطن نے پیدا کیا نہ کرسکے گی داستان غم لکھنے کا تو وہ ملکہ خدانے ان کو دیا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے ڈرامہ نویس کو بھی یہ بات نصیب نہیں، کچھ تو بات ہے کہ مولانا کی بعض کتابیں دس دس ہزار اور شام زندگی تو دو تین سال کے عرصہ میں پندرہ ہزار چھپ چکی ہے، ہم نے تو یہ دیکھا، کہ جس نے ایک کتاب ہی منگالی اس نے سب ہی کو منگا کر چھوڑا،

صبح زندگی شام زندگی اور شب زندگی

یہ ان بے نظیر کتابوں کا مجموعہ ہے جو باعتبار مضمون ہندوستان میں نادر الوجود کتابیں ہیں اور مولانا موصوف کی تمام تصنیفات میں چوٹی کی کتابیں ہیں، ہندوستان کے تمام جرائد اور ملک کے مشاہیر مصنفت اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور مقبولیت کی یہ کیفیت ہے کہ یہ تینوں کتابیں اب تک تیس ہزار ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں

صبح زندگی میں ایک لڑکی کا بچپن، ابتدائی تعلیم، تربیت اور کوارپنے کے تمام زندگی دکھلائی ہے اور اس زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کو نظر انداز کر دیا گیا ہو،

شام زندگی، میں اسی لڑکی کی شادی سے لے کر موت تک حالات ہیں، سبحان اللہ کیا کتاب ہے، دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اس قدر موثر ہے کہ ایک ایک لفظ دل کے پار ہو جاتا ہی

شب زندگی، اس میں عالم بالا سیر ہے اور زندگی کے اچھے اعمال اچھا بدلہ اور پس ماندہ کنبہ کے حالات ہیں، قیمت ہر سہ کتب عہ، عہ، عہ علی الترتیب، یکجائی خریداروں کو محصولڈاک معاف صرف ۱۲ ہے میں گھر بیٹھے پہنچ جائیں گی ضخامت ہر سہ کتب ۵۵۰ صفحے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

(بچوں کو حفظ یاد کرنی چاہیئے)

حمد جنابِ باری ۔۔۔ رکھو زباں پہ جاری
باقی ہے بس وہی رب ۔۔۔ فانی ہے ماسوا سب
کافی ہے وہ اکیلا ۔۔۔ باقی ہے سب جھمیلا
وہ خالق جہاں ہے ۔۔۔ وہ رازقِ جہاں ہے
حاکم ہے بحر و بر کا ۔۔۔ مالک ہے خشک و تر کا
فرشِ زمیں اسی کا ۔۔۔ عرشِ بریں اسی کا
از ماہ تا بماہی ۔۔۔ ہے اس کی بادشاہی
شاہنشہِ جہاں ہے ۔۔۔ معبودِ انس و جاں ہے
حاکم ہے وہ جہاں کا ۔۔۔ مالک ہے این و آں کا
ہر جا ظہور اس کا ۔۔۔ ہر شے میں نور اس کا

ہر چیز میں نہاں ہے — ہر چیز میں عیاں ہے
سب سے قریب تر ہے — سب سے عجیب تر ہے
خورشید میں [illegible] — پھر ذرے میں سمائے
کھائے پیئے نہ سوئے — بولے ہنسے نہ روئے
بے آنکھ سب کو دیکھے — بے کان سب کی سن لے
بے ہاتھ پاؤں سب کام — کرتا ہے وہ بہ آرام
مخلوق ہیں [illegible]ی سے — تعریف اسکی لکھے
توصیف ایسی خدا کی — کیا لکھے مشت خاکی
[illegible] تعلیم کا ذات — چھوٹا سا منہ بڑی بات

تربیت [illegible] جماعتوں میں [illegible] حاضری کے بعد بطور عبادت کے
نظم پڑھی جاتی ہے

مامتا

ایک دن لڑتی ہوئی دو عورتیں — آئیں عادل شاہ کے دربار میں
ایک ننھے بچے پہ تکرار تھی — دونوں اس معصوم کی تھیں مدعی
شاہ نے ہر چند سمجھایا انھیں — تلک قصہ پر وہ سچ سچ کہیں
پھر بھی لیکن یہ کہا ہر ایک نے — میرا بچہ ہے عنایت ہو مجھے
آخرش کچھ سوچ کر شہ نے کہا — ہم ابھی آتے ہیں تم ٹھیرو ذرا
کہہ کے یہ تشریف اندر لے گئے — اور اس بچہ کو بھی لیتے گئے
کوئی دس بارہ منٹ میں لوٹ کر — آکے بیٹھے بادشاہ پھر تخت پر
ایک خادم کی بغل میں ساتھ تھا — ایک صندوق آبنوسی خوشنما
شہ نے وہ صندوق رکھا روبرو — اور یہ کی عورتوں سے گفتگو

اب بھی گر دونوں ہی نے غل کیا / تو بڑا نقصان ہوگا دونوں کا
بند ہے وہ بچہ اس میں دیکھ لو / کس کا ہے تم دونوں میں سے جی کہو
جس کا ہے لے لے وہی ایمان سے / ورنہ پھر کیا فائدہ نقصان سے
باوجود اس کے ہر ایک نے / میرا بچہ ہے مجھی کو دیجئے

زیر دربار ایک دریا بہتا تھا / بادشاہ نے خادموں سے یہ کہا
پھینک دو دریا میں اس صندوق کو / اور پھر ان دونوں کو بھی ڈال دو
پھینک کر صندوق شاہ کے حکم سے / آئے خادم عورتوں کے واسطے
ایک تو بس جیتے جی ہی مر گئی / ایک خود دریا میں فوراً جا پڑی
اور جا لپٹی اسی صندوق سے / تاکہ اوسکو ڈوبنے بہنے نہ دے
شاہ نے فوراً نکلوایا کر سے / اور یہ تاکید کی خدام سے
لاؤ اس بچہ کو فوراً سے ابھی / محل میں اس بچہ کی ماں سے یہی
شاہ نے بچہ تو اسی کو دے دیا / اور اس میں یہ سنایا فیصلہ
سچی بچہ کی ہے یہ نیک بخت / دوسری کو دس برس کی قید سخت
دے کے بچہ ایک کو رخصت کیا / دوسری کو قید میں ڈلوا دیا

تم نے دیکھا کیسی کودی دوڑ کر / مامتا کا ایسا ہوتا ہے اثر
جان کا اپنی نہیں بالکل خیال / لیکن اس بچہ کا تھا از بس ملال
ماں کے رشتہ سے بڑا رشتہ نہیں / ماں سے بڑھ کر چاہنے والا نہیں
جاگتی راتوں کو بچہ کیلئے / اور پھرتا گود میں لیکر اوسے
سب مزہ ہو کچھ اگر بچہ کا جی / پھر نہ پوچھو اس کے دل کی بیکلی

اور بچہ دودھ پیتا ہو اگر
اور اس کے پیٹ میں ہو کچھ کسر

یا اگر ہو جائے بچہ کو زکام
تو اسے دنیا کی سب چیزیں حرام

کھانے میں پینے میں دن میں رات میں
جاگنے میں سونے میں ہر بات میں

الغرض ہر وقت ہے اسکو خیال
یہ نہ ہو تکلیف پائے میرا لال

حُسنِ سیرت

ایک لڑکی کا ذرا کالا تھا رنگ
اور اسکے بھائی کا گورا تھا رنگ

کھیلتے تھے مل کے وہ دونوں بہم
کچھ نہیں تھا انکے دل کو رنج و غم

ایک دن انکو کہیں گھر میں پڑا
اتفاقاً ایک آئینہ ملا

دیکھی صورت اس میں دونوں نے جو ہیں
کھل کھلا کر ہنس پڑا لڑکا وہیں

اس کے ہنسنے کا سبب وہ پا گئی
اور اپنے دل میں شرمندہ ہوئی

آئی پھر روتی ہوئی وہ ماں کے پاس
اور یوں کہنے لگی ہو کے اداس

بھائی کو بلوا کے اماجان ابھی
کہدو آئینہ نہ دیکھیں وہ کبھی

ماں نے اسکی جو بہت تھی ہوشیار
پونچھ کر آنچل سے آنسو کر کے پیار

اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر یہ کہا
کون اس صورت کو کہتا ہے برا

خاصی اچھی شکل ہے اے میری جان
کچھ نہ کرنا اپنے دل میں اسکا دھیان

اور اگر ایسا ہی تمکو ہے خیال
اور صورت کی برائی کا ملال

کرو بیٹی ہمیشہ نیک کام
تاکہ ہو دونو جہاں میں نیک نام

صورت اچھی گر نہیں تو شرم کیا
سیرت اچھی چاہیے اے باحیا

اور پھر بلوا کے لڑکے سے کہا | تم کو دعوے سے بہت کچھ حسن کا
کیوں ہنسے تھے بہن کی تم شکل پر | کیا برائی اس میں آئی تھی نظر

یہ جو صورت ہے تمہاری چاند سی | ہے انھیں باتوں سے کچھ گھمنڈ سی
گر کسی کی شکل ہو سچ مچ بری | تو بھی اس میں کیا خطا اس شخص کی
اور جسکو اچھی صورت دے خدا | اس کو بھی کچھ حق نہیں ہے فخر کا
ہاں مگر جو کوئی اپنے ہاتھ سے | اپنی صورت کو بنائے آپ سے
شرم بھی جائز ہے بیشک فخر بھی | یہ نہیں ممکن مگر بیٹا کبھی -
کام اچھے کر کے تم اے میرے جاں | اپنی صورت کو لگاؤ چار چاند

بچپن کی یاد
ایک سہیلی کا خط پڑھ کر

بچپن کی کھیلی صادقہ | میری سہیلی صادقہ
پیاری سہیلی صادقہ | خط کا تمہارے شکریہ
مدت کے بچھڑے مل گئے | برسوں کے روٹھے من گئے
سب لفظ دل میں گڑ گئے | چوما اسے آنکھوں پر رکھا
میں دور تھی مجبور تھی | رنجوں میں چکنا چور تھی
ورنہ بگڑتیں لاکھ تم | میں آپ ہی لیتی منا
کواری سے بیاہی ہو گئیں | صندل سے دلہن ہو گئیں
بھولے ہوئے یاد آ گئے | شادی سے اتنا تو ہوا
بچپن گیا گزرا ہوا | تھی چار دن کی چاندنی
وہ رات آخر ہو چکی | اب اس پہ سورج آ گیا
تاروں بھری راتیں گئیں | ہاتھوں بھری گڑیاں چھٹیں

دن کھیل کے رخصت ہوئے — اب وقت ہے کچھ کام کا
پیپل کی چھاؤں یاد ہے — دن بھر ہوتا تھا جہاں
مدت ہوئی دیکھا نہیں — واں گھونسلا تھا چیل کا
اماں کا غصہ اور ہیں — خالہ کی خفگی اور تھی
کیا وقت تھا کیا بات تھی — مطلق اثر ہوتا نہ تھا
چھوٹے کھنڈر میں لیٹنا — مٹی میں دھم دھم کودنا
وہ لوٹنا اور پوٹنا — اور آگے پیچھے دوڑنا
پھر چھائیں مائیں کھیلنا — کوڑی ذقن میں بھاگنا
کیا سماں رخصت ہوا — کچھ دھیان بھی ہے پھاوقہ
گارے کے گھر مٹی کے دور — بیٹھے ہوئے تھے جن پہ پہر
اب پھر نہ آویں گے نظر — جو کچھ وہ دیکھا خواب تھا
گر عید آتی تھی کبھی — ہوتی تھی دل کو کیا خوشی
جھم جھم کی ہوں گی چوڑیاں — اس دھن میں راتوں جاگنا
کیا فائدہ اس ذکر سے — لگتی ہے دل پر چوٹ سی
وہ سیر آخر ہو گئی — اب راگ ہے بیوقت کا
بے فکر ہوتی تھی بسر — غم کا نہ تھا دل پر گذر
رخصت ہوا بچپن مگر — یہ پھل ہمیں دینا گیا
جھک جھک میں دن سارے کٹے — ریں ریں میں گذرے رات سب
یہ رنج و الم سر پر رہیں — ہر دم ہو غم کا سامنا
اب ختم ہوتا ہے یہ خط — پھولو پھلو سکھ سے رہو
جلدیں بڑھیں گودی بھرو — بیٹا ہو پیدا چاند سا

جھولے کا گانا یاد ہے ۔۔۔ سچ مچ ہی وہ دن آ گئے
جا بسنگیں بیاری صادقہ ۔۔۔ لینے کو ساجن آ گئے

بیٹیوں کی فریاد

بیٹی والیوں وقت کو جاتے دیر نہیں لگتی یہ ہی چار چار پانچ پانچ برس کی مینائیں جو آج باتیں ملکاتی پھرتی ہیں ان کی پالکیاں آن لگیں اٹھوا ہیں سوار کراؤ سنو یہ کیا کہہ رہی ہیں اور سوچو کہ سچ ہے یا غلط ۔

کچھ عرض کرنے ماؤں سے ۔ آئی ہیں یہ دکھیاریاں
صورت سے ظاہر بیکسی ۔ چہرے سے حسرت ہے عیاں
جس حال میں رکھا رہے ۔ ہم نے نہ کی زنہار اُف
رکھی ہو آدھی بات گر ۔ منہ پر نہ کٹ جائے زباں
جو آگیا وہ لے لیا ۔ جو دے دیا وہ کھا لیا
جب نیند آئی پڑ رہے ۔ ہم نے جگہ پائی جہاں
شرم و حیا عادت رہی صبر و رضا شیوہ رہا
مدت تک کے چیلے ہو گئے ۔ بیوجہ کھائیں گھرکیاں
گو بھائیوں کے ہاتھ سے پیٹتے رہے کٹتے رہے
اتنی نہ تھی ہمت مگر ۔ کرتے کبھی تم سے بیاں
اب ظلم کی حد ہو چکی ۔ انسان ہیں آخر کو ہم
گو منہ سے ہم خاموش ہیں ۔ دل سے نکلتا ہے دھواں
کنبہ کی خدمت ہم نے کی ۔ گھر بھر کی خدمت ہم نے کی
تم چین سے سوتیں اور ہم ۔ بہنوں کو دیتے لوریاں
بیٹے مبارک ہوں تمہیں ۔ مہمان کو رخصت کرو

وہ وقت آخر ہو چکا اب ہم کہاں اور تم کہاں

اب ہم کو دینا ہے نئی - دانا نیا پانی نیا
جانا ہے ایسے دیس میں - پردیس سے جو ہے سوا
چلنا ہزاروں کوس ہے - رستہ کٹھن منزل کڑی
چاروں طرف سنسان ہے اور سر پہ بادل چھا گیا
بستی بسانی ہے وہ جس کو آج تک دیکھا نہیں
سب بسنے والے غیر جس کے اجنبی چھوٹا بڑا
دم بھر میں طعنوں سے کریں - چھلنی کلیجہ گو دکر
پتھر سے بدتر جن کے دل ان سے ہمیں پالا پڑا
کھٹکیں نہ پھانسیں ساس کی - ہنس ہنس کے باتیں ہم سنیں
آکر بڑوں کی لاج کا - ٹھیرا ہے اس پر فیصلہ
فاقوں پہ فاقے ہوں اگر - رہنے کو چھپر ہو نہ در
ہو تنگدستی مفلسی - آئے نہ منہ پر کچھ گلا
جو ظلم ہو سہہ لیں اسے جو آپڑے جھیلیں اُسے
جب مٹ کے ہم ہوں خاک تب - تم کو بنائیں کیمیا
شاباش کیا انصاف ہے - صد آفریں کیا داد ہے
اسپر بھی بیٹی بیاہی کو - داخل پڑوسن ہی کہا

غیروں کے جائے والد ہم - اب گھر پرائے اور ہم
ننھی سی جان دکھ سینکڑوں - سودا ہزار اور ایک سر

سکھ چین کے دن ہو چکے - بیفکر نیندیں سو چکے
دن عیش کا شام ہو گیا - آنے لگے تارے نظر
نکلا لڑکپن بیوفا - میکا فقط تھی ایک سرا
آخر جرس بجنے لگا - اور آ گیا وقت سفر
شفقت بھری باتیں کہاں ؟ وہ دن کہاں ایام کہاں
ما! ما کا پکھوا خوب تھا - جو آ گیا اوّل نظر
آپہنچی در پر پالکی - رخصت ہے چودہ سال کی
ملکہ نکلے رخصت کرو - بہنگی سے دو پہر
وہ میٹھے چاول اور گرمی باتیں ہیں سب بل ہیں گرمی
فریاد ہے دل میں بڑی - آتی نہیں لب پر مگر

چراغ سحری

نہایت بدنصیب ہیں وہ لڑکیاں جو ماں باپ جیسی چیز کی قدر نہیں کرتیں ان کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اگر یہ ناموس دنیا سے اٹھ گئے تو وہ دنیا میں مشکل سے خوش رہیں گی، رہا قیامت کا فیصلہ وہ الگ ہے۔

ماں باپ جیسی نعمت - دولت ہے یہ غنیمت
جو موقع ہے تم ان کے مہمان ہیں چند دن کے
لے دو بلائیں انکی پیش لو دعائیں انکی
خیریں مناؤ ان کی بیلیں بڑھاؤ ان کی
دروازۂ دعا ہیں - محبوب کبریا ہیں
بے مکر و بے ریا ہیں سو جان سے فدا ہیں
آنکھیں بچھانے والے - دولت لٹانے والے
احسان بنانیوالے - عزت بڑھانیوالے

ہو حد درسِ ہمتیں گر بن جلائے انکی جان پر — کھاتا انہیں مصیبت سوتا انہیں قیامت
عاشق ہیں اور سچے - ہیں دوستدار اچھے — ان سے رفیق زیادہ بس نام ہے خدا کا
ہو کیسے ہی تونگر - تاج شہی میسر — یا مفلسوں سے بدتر رہنے کو گھر نہ چھپر
ہو کیسے ہی امیری - کتنی ہی ہو فقیری — بڈھے ہو یا جوان ہو تم انکو کھیل ہو
انکو تمھاری صورت - سچ سچ ہے ایک نعمت — بھوکے نہیں تمھارے - ہیں مامتا کے مارے
طاقت پہ بھول مت - وہ وقت بھی تھا مت — کچھ زور تھا نہ طاقت - تھی گود ماں کی جنت
زیر دل سے شیر ہو کر ایسے تم دلیر ہو کر — غرا کے اپنے آؤ - باتیں انہیں سناؤ
دشمن بناؤ ان کو - جھوٹا بتاؤ ان کو — فقرے سناؤ انکو - آنکھیں دکھاؤ انکو
صورت سے انکی نفرت - باتوں سے انکی وحشت — بے عقل انکو سمجھو - مرنے کے منتظر ہو
سب مال و زر لٹا کر - خون جگر پلا کر — جو بیج تھا لگایا - اب اس سے پھل یہ پایا
حسرت نصیب ہیں یہ - کیا بد نصیب ہیں یہ — افسوس انکی محنت ساری گئی - اکارت
میٹھی زباں سے بولو - دل انکے ہاتھ میں لو — کچھ دن کی بات ہے یہ - یوں سمجھو سات دن یہ

گاڑے صبح نے جھنڈے
اور یہ چراغ ٹھنڈے

ماں کا پیام

علامہ محترم کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں شعبانہ سے اسکا بچہ احسن بچھڑ گیا۔ مامتا کی ماری ماں چاروں طرف ڈھونڈتی پھرتی تھی ایک موقعہ پر شعبانہ احسن کو یہ پیام بھیج رہی ہے

اس دل کی لگی نے کیا جوگن - گھر بار چھٹا تیرے کارن
نیناں ترسیں دکھلا درشن چھپتیں لگ جا آجا احسن

دن رات ہوئے ، عمریں بیتیں ۔ کھل کھلا کر پھول گئیں کلیاں
پر دل کی کلی میری نہ کھلی ۔ جنگل دیکھے ۔ ڈھونڈی گلیاں
چلتی ہے ہوا پھولوں میں بسی ۔ کہاں رہی جب دن ہوتا ہے
آتی نہیں بو تیری لیکن ۔ دل خون کے آنسو روتا ہے
بچوں سے چھپا دن بھر کا فلک جب گود میں تارے لیتا ہے
اسوقت دل مجروح میرا اندر سے صدا یوں دیتا ہے
گھر دیکھو آتا باد صبا ! احسن کی طرف ہو کر جاتا
چھتیں لگ جا یوں ہی احسن ، ماکیسی لونڈی شعبانہ

اسلم کا خط شوہر کے نام

بیس پچیس برس کا ذکر ہے حکیموں کے محلہ سے اکبرآباد میں ایک برات رخصت ہوئی ۔ یہ شادی دیکھنے میں تو معمولی تھی مگر اس لئے کہ نکاح سے قبل دولہا دلہن نے ایک دوسرے کی صورت دیکھ لی ۔ مدتوں بچہ بچہ کی زباں پر چرچا رہا سیکڑوں گھروں میں جہاں رسوم کی پابندی خدا کے حکم سے بھی زیادہ ہے اس کی ہنسی اوڑی اور ہزاروں لوگ جو اسلام کے احکام کی زیادہ وقعت نہیں کرتے اس پر لعن طعن کرتے رہے ۔ اعتراض کرنے والے کہتے تھے کہ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمان لڑکیوں کو غیر مردوں کے سامنے کرنے لگے تو اب اس قوم کا خدا ہی حافظ ہے ۔ دلہن کے

باپ کا بیان تھا کہ اسلام کا حکم صاف ہے اور جب تک دونوں کی رضامندی نہ ہو نکاح نہ کرو ۔ بہر حال اسلم جو اس برات کی دلھن تھی اپنے شوہر کے گھر پہونچ گئی ۔ چار پانچ سال تک میاں بیوی نے نہایت اچھی زندگی بسر کی ۔ محبت جو شادی کا اصلی مقصد ہے حاصل تھا اور دونوں باوجود مفلسی کے اپنے حال میں خوش تھے ۔ آمدنی کا کوئی ذریعہ چونکہ معقول نہ تھا اس لئے جو کچھ زیور برتن وغیرہ اسلم کے میکے سے ملے کام آئے ۔ مگر جب سب خالصے لگ گیا اور نوبت زیادہ تنگی کی آئی تو مجبوراً شوہر معاش کی تلاش میں باہر نکلے ۔ ریاست حیدر آباد کا دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ باپ دادا کے حقوق کام آئے اور ڈیڑھ سو روپیہ کی ملازمت مل گئی دو تین مہینہ تک یہ سلسلہ قائم رہا کہ سو روپیہ مہینہ بیوی کے خرچ کا آتا رہا ۔ مگر اس کے بعد رفتہ رفتہ بالکل ہی بند ہو گیا ۔ اور اسلم کی جگہ ایک دوسری عورت گھر کی مالک بن گئی ۔ تعدد ازدواج یعنی مردوں کے نکاحوں پر اعتراض خود اسلام پر اعتراض کرنا ہے ۔ مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس اجازت کا ایسا ناجائز فائدہ اوٹھایا کہ گویا اسلام کو اپنے ہاتھ سے کند چھری پھیر کر ذبح کر دیا یہی وجہ ہے کہ آج دوسرے ہم پر منھ آتے ہیں اور ہمارے پاک مذہب کا مضحکہ اڑاتے ہیں ۔ یہ شوہر وار بیوہ اسلم پانچ چھ بچوں کی ماں تھی اگر اکیلا دم ہوتا تو جہاں بیٹھ جاتی اس کے دم کو روٹی کی کمی نہ تھی خود اسکا اپنا چچا زاد بھائی نائب تحصیلدار موجود

تھا مگر اس دہاڑے کو لیکر کس کے گھر بیٹھتی جس طرح ہوا محنت مزدوری کی اور پیٹ پالا۔ بچے بڑے ہوئے تو دنیا کی تمام امیدیں انکے ساتھ تھیں ان میں سے بھی دو اکرم اور سلمہ دغا دے گئے۔ مصیبت کے پہاڑوں نے جب اسلم کی زندگی برباد کر دی تو ایک روز آدھی رات کے وقت اس نے اپنے شوہر کو ایک خط لکھا جس کی نقل ہمارے ہاتھ آگئی اور ہم اسکو کچھ اس غرض سے نہیں درج کرتے کہ اس میں شاعری کا کمال ہے بلکہ ایک بدنصیب لڑکی کے جذبات اور اس کی حالت زار کی تصویر ہے۔

خط

گلدستۂ نور قمر۔ حاصل ہو خوشیاں پیٹ بھر

بے سود ہو یا بے اثر۔ کچھ عرض کرنا ہے مگر

ہے التجا مظلوم کی۔ فریاد ہے معصوم کی

عزت بڑے ہے سرکار کی۔ بیلیں چڑھیں پردار کی

اقبال کی کنگا بہے: پھیلی پھلی پھولی رہے

دولت کی جھڑیاں رات دن۔ خوشیوں کی گھڑیاں رات دن

کچھ دھیان ہے کیا وقت تھا جب تم اور ہم تھے ایکجا

ہے یاد کیا اقرار تھا۔ شادی کا جب رتعہ دیا

اللہ وہ باتیں کہاں۔ وہ دن کہاں راتیں کہاں

اب ہم پہ وہ وقت آگیا۔ دشمن نہ دیکھے اے خدا

عزت پہ ذلت چھا گئی ۔ راحت پہ آفت آ گئی
دل مر گیا جان گھل گئی ۔ تم کیا گئے دنیا گئی
زیور کے بدلے لیتھڑے ۔ کپڑوں کے بدلے چیتھڑے
پتھر سر ہانے دھر لئے ۔ فاقوں پہ فاقے کر لئے
دم خون کے سے پی لئے ۔ دہی کے کرتے سی لئے
بد شکل ہوں گھن کھائی ہوں ۔ پنچوں کی لائی آئی ہوں
تاکیں رنگوا لائے تھے ۔ پہنچا بچہ کرائے تھے
کچھ شرم رکھنے ہاتھ کی کچھ لاج رکھے بات کی
بے شرع کچھ شادی نہ تھی ۔ کیا شکل دکھلادی نہ تھی
اچھی بری جیسی بھی تھی ۔ کالی سیہ کیسی بھی تھی
دم دم کے پھیر پھیرے تھے کیوں ۔ ابا کو سب گھیرے کیوں
اس وقت تھے ہیرے جڑے ہیں آج کیا کیڑے پڑے
یک زندگی برباد کر ۔ ایک شاد دل ناشاد کر
معصوم بچے چھوڑ کر ۔ برسوں کا رشتہ توڑ کر
ہے خاک گر جنت ملی ۔ آفت ہے گر راحت ملی
ہو متقی اور پارسا ایمان سے کہنا ذرا
خدمت میں گر کوتا ہو کی ۔ طاعت سے گھبرایا ہو جی
سر پہ گھٹا کالی بھنور ۔ بیکھے جلے ہیں رات بھر
چلوں سے اٹھے ہاتھ جل ۔ تیوری پہ پڑ آیا نہ بل
گو باپ کا سایہ نہ تھا ۔ پھر بھی جہیز اتنا تو تھا
ہوتا دہی اب پاس اگر ۔ پھرتی نہ ماری دربدر

دوسو کی عصمتی وہ ڈالا - بھرتا تھا جس سے سب گلا
بٹنے کو جا کر تم نے دی - اور میں نے دیکھو اُف نہ کی
احسان نہیں یہ فرض تھا - شکر خدا پورا ہوا
سرتاج ہو مولا ہو تم - مختار ہو آقا ہو تم
بچوں کا بچپن تم سے ہے - اسلم سہاگن تم سے ہے
گونڈ لیتی بیٹیاں رتی کی ہوں اکھٹہ بیٹیاں
کرتے بسیری سنگھے ہوں - شلوار جمیری انکے ہوں
فاقے میں ہو انکی بسر - رہنے کو تنگی ہو در در
سر پر دوپٹا ہو پھٹا - لیکن یہ تصویر وفا
مانا کہ اب محتاج ہیں لیکن بڑوں کی لاج ہیں
گھل گھل کے دیدیں جان یہ - ہوں لاج پر قربان یہ
کنبہ کی عزت انسے ہے - دنیا عبارت ان سے ہے
ساتھی بنا کر چھوڑنا - دیکھے ہوئے دل توڑنا
گھونگٹ کے وعدے بھولنا - الفت کی آنکھیں پھیرنا
ہے کس کے مذہب میں روا - کمزور کو مارا تو کیا
بکواس تھی جو کچھ لکھا اب کیا بھرا لگا گھر بھلا
جس سے خزاں جانے کو تھی - جس میں بہار آنے کو تھی
اس دل کی کیاری لٹ گئی - جو آس تھی وہ چھٹ گئی
پھولا پھلا گلشن لٹا - اکرم سا جب کڑیل اٹھا
سلمہ سی مینا مر گئی - جینا اجیرن کر گئی
اب دور وبہ اور دو نفس - اللہ بس باقی ہوس

لوری

یہاں تارے چمکتے ہیں - ہوا یہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
کلیجے سے میں لپٹا لوں میرے لخت جگر سو جا
جگاؤں گی سلاؤں گی - کھلاؤں گی پلاؤں گی
میرا بچہ بڑا ہوگا - میرے نور نظر سو جا
امنگیں تجھ میں پنہاں ہیں - امیدیں تیرے دم سے ہیں
نہ رو اتنا میرے بیرن گئے ہیں دو پہر سو جا
میں صدقے اپنے بچے کے میں قرباں لال کے اپنے
بس اب میں تھک گئی ساجن تو مجھ سے ضد نہ کر سو جا
پھلے پھولے میرا لالہ - دلھن لاؤں میں چندا سی
مچل اتنا نہ اے دلھا - میرے رشک قمر سو جا
ہزاری عمر ہو تیری - تیرا ہو فیض عام ایسا
کہ ہوں مداح دشمن دوست - ہر فرد بشر سو جا
نمونہ باپ کا ہو تو - تو سچا ہو تو اچھا ہو
میری کشتی کے کھیوا - میرے سر بدلے کا سر سو جا
تیری جوگن ہوں اچھے ہوں کہ یہ دنیائے فانی ہے
کٹھن ہے سامنے منزل سفر ہے پُر خطر سو جا
بہت سی سختیاں جھیلیں ہزاروں دکھ اٹھائے ہیں
بہت سے دن گنو لئے ہیں بس اب غصہ نہ کر سو جا
کری قرباں ہیں راتیں بسنی ہیں جب یہ دو باتیں

رہیں یہ پھول سی باتیں ۔ میرے شیر ببر سوجا
یہ رونا اور ہنسنا کچھ رہے گا یاد بھی بھائی
یہ کیسی مسکراہٹ ہے جو آئی ہونٹ پر سوجا
ضعیفی کا گزارا تو ۔ بڑھاپے کا سہارا تو
بھلائی کا نظارہ تو برائی کی سپر سوجا
سہانا وقت ہے آئی صدا اللہ اکبر کی
وضو کرنے دے اب بھائی میرے نور نظر سوجا

بہن کا خط بھائی کے نام

یہ ایک بڑی بہن کا خط چھوٹے بھائی کے نام ہے جو اس کو مری ہوئی بہن کے بچوں کی طرف متوجہ کرتی ہے ۔

اماں کی جان نور نظر ابا کے سر پر دے کا سر
کشتی کا گھر کی ناخدا ۔ جیتا رہے ۔ بیرن قمر
گر باغ کا مالی ہے تو رانڈوں کا بھی والی ہے تو
گلشن کو دے پانی اُدھر ۔ بچوں کا دل رکھ لے اِدھر
آپا خدا بخشے انہیں ۔ کس کس طرح تجھ کو بھرا
جھومر دیا ۔ چھالے دیئے ۔ مانگا نہ تر کہ عمر بھر
اب یہ بھی ہے شان خدا ۔ معصوم بچے ان کے دو
ماں باپ کا سایہ نہ ہو ۔ ماریں پھریں وہ دربدر
ہے آج دن یہ عید کا میرے بلائے آئے تھے
میں کیا لکھوں ہائے قمر ۔ دل کٹ گیا ہے دیکھ کر

ماں باپ کے یہ لاڈلے عبرت کی ایک تصویر تھے
پاؤں میں جوتی تک نہ تھی گرتے۔ بسیری سر بسر
میں کیا کروں مجبور ہوں ہائے پرائے بس میں ہوں
ہے مرحلہ سسرال کا اور ساس نندونکا اثر
میں میکے سے دوارے آئی ہوں معصوم بچے لائی ہوں
آپا کے بچے جان کر۔ بچوں کا صدقہ دان کر
حاکم ہے تو محکوم یہ آقا ہے تو مظلوم یہ
ترکہ نہ دے ورثہ نہ دے۔ یہ بھانجے ہیں رحم کر

دلہن کو نصیحت

یعنی

ایک سہیلی کا خط اس سہیلی کو جو ماموں کے ہاں بیاہی جاتی ہے

بچوں سے پیاری آمنہ میری دلاری آمنہ
بچپن کی کھیلی آمنہ میری سہیلی آمنہ
سر پر کھڑی تھی جو گھڑی کھٹکا تھا جس کا آمنہ
جس دن کا دھڑکا تھا اسے آیا آج اس کا سامنا
ہمسروں کی الفت ٹھیک ہے۔ مانا ممانی نیک ہیں
سسرال میکے سے بھلی اور گھر بھی دونوں ایک ہیں

سنگی بھی ہیں ساتھی بھی ہیں پھوپی ہیں خالہ بھی ہیں
پردیس بہتر دیس سے تہا بھی ہے پانی بھی ہے
سب ہے لاکھ خوشنما منزل لیکن ہے کڑی
اس دل سے پوچھو درد یہ جس پر کہ ہو آکر پڑی
پالا ہے ایسوں سے پڑا تعلیم سے جو دور ہیں
تہذیب سے نا آشنا ۔ نخوت میں چکنا چور ہیں
طعنے بھی ہیں کوسنے بھی ہیں ۔ نندیں بھی ہیں ساسیں بھی ہیں
خاطر مدارا بھی ہیں چبھتی ہوئی پھانسیں بھی ہیں
ناز و نعم کی پالیاں ۔ جھومر جھلبناں والیاں
جگ پیاریاں پی پیاریاں ہیں سب یہ [illegible]
یہ تپ کے ہیں کندن بنی دکھ سہہ کے راحت پائی ہے
آفت سے راحت ہے ملی ذلت سے عزت پائی ہے
اب اگلی باتیں بھول جا برسوں کے رشتے توڑ دے
سینے کو باہر پھینک دے اور ضد ہٹیلی چھوڑ دے
ہیں چند دن کی سختیاں تھوڑی سی مارا مار ہے
ہے رام کرنا ایک کا بس پھر یہ بیڑا پار ہے

التجائے قیصر

اس دردانگیز نظم کے واقعات اسطرح ہیں کہ جب قیصر کے شوہر نے دوسرا نکاح کر پہلی بیوی قیصر پہ طرح طرح کے ظلم توڑے تو اگلی دوسری بیوی قیصر کی سوکن سے سوکن یعنی قیصر کے ایک بچہ کو زہر

دے کر مار ڈالا پولس سے تفتیش کی احمد نے ثابت کیا کہ بچہ قیصر کا نہیں دوسری بیوی کا تھا اور زہر قیصر نے دیا جب قیصر اس جرم کی سزا بھگت رہی تھی اسکا ایک اور بچہ دنیا سے رخصت ہوا رہا ہوکر آئی تو محبت روی تھی اسی حالت میں چھوٹا بچہ نصرت جسکو باپ نے بے خطا محض سوتیلی ماں کی شکایت پر مارا تھا مرگیا یہ بچہ بے گور و کفن گھر میں پڑا ہے اور آج بیتی احمد کے ہاں دوسری بیوی کے لڑکے اکرم کی چھٹی ہے قیصر اسی حالت میں گرتی پڑتی احمد کے در پر صدا دے رہی ہے کہ زچہ اور بچہ کا صدقہ نصرت کو اٹھوا دو شوہر کے پاس سے لوٹ کر مردہ بچہ کو لیتے ہی قیصر بھی ختم ہوئی۔

ہو خضر کی عمر احمد کو عطا — بشاش رہے دل شاد رہے
اس چندر کی جوت اتر دکھن — یہ تیزی سے آباد رہے

ــــــــ

اکرم سے بڑوں کا نام چلے — اس لال سے لاکھ بسیں کھیڑے
سنسار میں دھوم اس لال کی ہو — اقبال کے ہوں در پر ڈیرے

ــــــــ

بیگم سے بڑھیں بیلیں تیری — سکھ چین کی ہوں ہر دم گھڑیاں
دن رات سماں یہ عیش کا ہو — دولت کی پڑیں تجھہ پر چھڑیاں

ــــــــ

مکھڑے کی تیرے شیدا لونڈی — قدموں کی تیرے بھوکی قیصر
اب تیرے دوارے آئی ہی بچہ — رحم کی اس پر ہووے نظر

ــــــــ

حقدار نہیں بھکیاری ہوں　منتی ہے میری کچھ زور نہیں
بپتا کے ہیں دو اپنجھر میرے　کچھ جھوٹ نہیں غل شور نہیں

ننگی بھی رہی فاقے بھی کئے　سب درد سہے بپتا بھگتی
چادر نہ ملی پنکھا نہ جڑا　سب بیت گئے جاڑا گرمی

فاقوں پہ پڑیں فاقے پیہم　ایک دانہ صبح شام نہ ہو
عرفاں کے دانت سے دانت بجیں　گھر بھر میں روٹی کا نام نہ ہو

شربت کو ترستی اکرامی　اس گود میں ماں کی دم توڑے
صورت کو بھڑکتا عرفانی　ما قید میں ہو دنیا چھوڑے

ماں باپ کی مجھ سے لاج گئی　پردہ لٹا وہ آن گئی
آئی نہ زباں پہ اف لیکن　بیچ کھا احمد قربان گئی

لے ہاتھ اٹھا کر یار کر تو　دے آج تصدق اکرم کا
کچھ نیگ نہیں کچھ جوگ نہیں　بس صدقہ اترن بیگم کا

ہو یاد اگر نصرت پیارا　بیدردی سے تھا جسکو مارا
بے گور و کفن ہے گھر میں پڑا　کیا درد بھرا ہے نظارہ

کیا کیا نہ ستم توڑے میں نے — کیا کیا نہ غضب اور قہر کیا
سادت کی لاج گنوا کے چلی — ایک لال کو اپنے زہر دیا

دنیا میں نہ تھا حامی کوئی — شاہد ہے پر ایک قدرت والا
اندھیارے کا دیکھیں ہارا وہ — نینن والا عزت والا

دربار بڑا سرکار بڑی — بیکس کی حمایت لے گا وہ
جن آنکھوں سے دیکھا حرف بحرف — قیصر کی شہادت دے گا وہ

جانے دو چلو سب ٹھیک سہی — اس صبح کی آخر شام تو ہے
قیصر کے کلیجے کا ٹکڑا — کہنے کو تمہارا نام تو ہے

ہے نام کی لاج ابھی باقی — کھیڑی ہوں فقط اتنے کارن
عزت پہ لگے گا دھبہ یہ — گر اسکو ملا غیروں کا کفن

وہ جان کی قسمیں لاکھوں ہی — وہ قول و قرار امید و اثر
بچپن کی کتھا گر ذہن میں ہو — گھونگھٹ کے وعدے ہوں یاد اگر

ان سب کے حوالے دیتی ہوں — تو اتنی بتا اس سے میری
اٹھوا دے میرا بچہ احمد! — لونڈی تیری جیسی تیری

لونڈی کا نہ تیری بچہ نصرت — معصوم کا مردہ ہے احمد!
بیدردوں سے پٹا ہاتھوں سے کٹا — مظلوم کا مردہ ہے احمد!

قیصر کی صدا بیکار رہی — اچھا! رخصت حافظ ہے خدا
کہلاتی تھی بیوی جیسی بھی تھی — کر معاف میری اب ساری خطا

تو دونوں جہاں میں شاد رہے — جاتی ہوں میں اب دل صاف کیا
جو تو نے کیا وہ خوب کیا — آباد رہے سب معاف کیا

ایک جلوہ فانی تھا احمد — بہتر نہ رہی بدتر نہ رہی
وہ دن نہ رہے راتیں نہ رہیں — بچے نہ رہے قیصر نہ رہی

صدائے راشد

میں شعر لکھنے کا مدعی نہیں ہوں۔ یہ میرے خیالات اتفاق سے اس نظم کی شکل میں ڈھل گئے ہیں۔ کوئی صاحب مہربانی فرما کر انہیں شاعری کی کسوٹی پر نہ پرکھیں۔

برسات کی یہ رات اور پچھلا پہر سر پر گھٹا،
ہے کس قیامت کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا
ٹھنڈی ہوا برسات کی۔ اور سائیں سائیں رات کی
قانون قدرت کا ہے ہر ہستی پہ جادو چل رہا |
اس عالم سنسان میں جھونکے ہوا کے کان میں۔

انگنائی میں دالان میں لاتے ہیں یہ کیسی صدا
ڈوبی ہوئی ہے درد میں لگتی ہے دل پر چوٹ سی
ہر لفظ دل کے پار ہے چبھتا ہوا گھٹتا ہوا
ہو درد کا گر کچھ اثر۔ راحت بھی دے فرصت اگر
سن لو ذرا تو کان دھر کیا بات ہے کیا ماجرا
ہول کش نہیں کہرام ہے۔ نغمہ نہیں پیغام ہے
دھوکا نہیں اسلام ہے از ابتدا تا انتہا
قرآن کے الفاظ میں۔ حکم نبی کے راز میں
راشد کی اس آواز میں، دیکھو تو کیا کیا ہے چھپا
دنیا کی سیریں اس میں، دریا کی لہریں اس میں ہیں
عقبیٰ کی نہریں اس میں ہیں چشم تامل ہو ذرا
ہیں یہ وہ لعل بے بہا جن سے قمر بھی کم نہیں
وہ پھول ہیں اسلام کے جن کو خزاں کا غم نہیں
شرم و حیا کی دیویوں! مہر و وفا کی پتلیوں
اے معدن صدق و صفا خوشیوں کی ابتدا انتہا
زن دگی دوں کی راحت تم سے ہے مردوں کی عزت تم سے ہے
بچوں کی برکت تم سے ہے جن کو جوان تم نے کیا
بیکس کو طاقت تم نے دی مفلس کو دولت تم نے دی
لاریب ہستی میں تمہاری رمز جنت ہے چھپا
غمخواریاں مظلوم کی، دلداریاں معصوم کی، ہاں
جن کا کوئی حامی نہ تھا۔ ان کی ہوئیں تم آسرا

غربت میں صابر تم رہیں آفت میں شاکر تم رہیں
پاؤں میں جوتی ہو نہ ہو، سر پر دوپٹا ہو پھٹا
صدموں کے پاپڑ بیل کر۔ رنجوں کی کڑیاں جھیل کر
ہر حال میں راضی رہیں۔ آیا نہ لب پر کچھ گلا
شوہر کی طاعت تم نے کی بچوں کی خدمت تم نے کی
عصمت کی وقعت تم نے کی، پردہ سر آنکھوں پر رکھا
کھنڈلوں کو جنت جان کر، کونوں کو رحمت مان کر
اسلام کے احکام کو لاریب پورا کر دیا
الحق کہ اب اسلام کی باقی حمیت تم سے ہے!
لاریب و صدقنا کہ اب دنیا کی زینت تم سے ہے!
ہشیار مسلم بیبیو! آنکھیں ذرا اونچی کرو!
مغرب سے دیکھو جھوم کر اٹھی ہے یہ کیسی گھٹا
جنگل میں منگل کر دیا، سبزے میں جل تھل کر دیئے
اٹکھیلیاں کرتی ہوئی بھرتی ہے فراٹے ہوا
کتنا موثر ہے سماں۔ کیا سہانا وقت ہے
زندوں کو مالا مال کر مردوں کو زندہ کر دیا
جدت کی لذت اس میں ہے رنگ حکومت اس میں ہے،
لطف و مسرت اس میں ہے۔ ہے اس میں جینے کا مزا
پھینکو پرانے لیتڑے، چھوڑو لکیری چیتھڑے
گاؤن بھی ہو اور بوٹ بھی ہے وقت کا یہ اقتضا
بچوں کو گھر میں چھوڑ کر۔ شوہر کی دوستی توڑ کر

کھیلوں میں جاؤ دوڑ کر یہ وقت ہے کچھ کام کا
دھوکے کی ٹٹی ہاتھ میں، مذہب کے نعرے ساتھ میں
لفظ شرع ہر بات میں ہے یہ گرہ ہے لبِ اسلام کا
اعقبس کے دورے اور تھے، نہی النساء کا وقت تھا
چولھے میں اب برقعے رکھو، پردہ کو دو لوکا لگا
وہ دورِ اول اور تھا، اب رنگِ دنیا اور ہے
وہ صحبتیں برہم ہوئیں، اب یہ تماشا اور ہے
ان جوہروں سے خوب جب ہو جاؤ مالا مال تم
شہرت سے تاجِ زندگی جس وقت اٹھے جگمگا
بلا مہینے تیس دن، بیمار جب رہنے لگو
اور زندگی اس پر رہے سہلے دوا پیچھے غذا
جب گھٹتے گھٹتے رات دن جی گھر میں گھبرانے لگے
اور عورت خاموش تب مشغل کاٹے پتا
شوہر کی طاعت عار ہو، بچوں کی لعنت خار ہو
نخوت گلے کا ہار ہو، ہمراز ہمدم آئینہ
سر بہ بلائے جان ہو، جھاڑو سے کسرِ شان ہو
مرغوب شاہ دو سرا مردود دھو رنگ حنا
شوقی، شرارہ، اور ریچ جس وقت سمجھو ظلم ہے
وقتی ضرورت کا سبب جب ہو خدائی فیصلہ
پردہ نہ رہے وقت جب تصریح و تشریح اس طرح
سے دیکھ لینا مرد کو عورت کا ایک فعل رواں

مجموعۂ نظم بے نظیر حصہ

مہر و وفا کی جائیاں شرم و حیا کھونے لگیں
اور بیبیاں ستونتیاں، کلونتیاں ہونے لگیں
زندہ رہیں اسوقت جو افراد باقی قوم کے
چھوٹا سا یہ پیغام ہے، للہ پہنچا دیں ذرا
مہر و وفا کی جائیو! صدق و صفا کی بائیو!
اے مرحبا صد آفریں! مسلم خواتین جتنـــذرا
مردوں کی عزت کھو کھوا، شرموں کے دیدے دھو دُھلا
جو کچھ بھرم تھا قوم کا اب وہ بھی رخصت کر دیا
دولت کبھی کی لٹ گئی حشمت کبھی کی مٹ گئی
پردہ کے دم سے کچھ بھرم باقی رہا تھا قوم کا
موچھوں کو دے کر پیچ و خم پھرتے تھے چھیلا بنکے ہم
گھر میں دوپٹہ سے چھپا۔ اس کا پتا چلتا نہ تھا
دورِ حکومت مٹ مٹا، وہ زور طاقت گھٹ گھٹا
اس ذلت و افلاس میں جو کچھ رہا اب وہ یہ تھا
راجوں کی جاں نورِ نظر، شاہوں کے دل نورِ بصر
دو چار آنے آئے ہے محنت مشقت کر کرا۔
صبر و رضا کے پاؤں سے شکر خدا کرتی ہوئی
تم دوڑ کر آگے بڑھیں، چولھا تو اسیدھا کیا
جاڑے میں انگیٹھی سے گرمی میں پنکھے جھل جھلا
شوہر کو اور بچوں کو جب تم نے دیا کھانا کھلا
اس وقت بیٹھیں آپ تم، سالن کو دیکھا تو کم

کھائی ہتیلی پو پچھ کر اسطرح پیٹ اپنا بھرا
اب جس کو کہتے ہو بُرا اور اسطرح سے بر ملا
قانون قدرت تھا وہی وہ تھا خدائی فیصلہ
گرمی کے سخت ایام میں ، ہر گھاکی صبح شام میں
چولھے سے فارغ ہو گئے تم اٹھتی تھیں جب روٹی پکا
میلے کچیلے چیتھڑے ، گیلے پسینے میں بھرے
تھا ایک بچہ گود میں ۔ کندھے سے ایک چمٹا ہوا
دیکھا جنھوں نے یہ سماں ۔ گو آج وہ قبروں میں ہیں
لیکن ابھی یہ آسماں ۔ شاہد سروں پر ہے کھڑا
پھولوں کی نکہت تم میں تھی ، فطرت کی رنگت تم میں تھی
اور تجھے فرشتے جھوم کر کہتے صد لسے مرحبا
وہ دور آخر ہو چکا ، جو ہر وہ ملیا میٹ ہوئے
لیکن نہیں تعلیم سے اسکو ہے مطلق واسطہ
تعلیم ، حکم عام ہے اسلام میں کچھ شک نہیں
لاریب اس میں امتیاز ہرگز نہیں ہے مرد کا
لیکن یہ لغزش ہو گئی ۔ بے شک ہوئی بیشک ہوئی
تعلیم نسواں میں مسلمانوں نے مذہب تج دیا
اب یہ نتیجہ پرخطر جو کچھ کہ ہے پیش نظر
انجام اس غفلت کا ہے لیکن ابھی ہے ابتدا
اسلام دین اللہ ہے آؤ جھکا دو اپنے سر
آتا ہے ورنہ وقت وہ رو دو گے سر پہ ہاتھ دھر

مظلوم حسینہ روضۂ قدس پر

دیار یثرب میں شام غربت سر حسینہ پر آرہی تھی
زمیں پہ ہلکا سا تھا ترشح فلک پہ بدلی سی چھا رہی تھی
ہوا کے جھونکوں سے کپکپاتی قدم بڑھاتے چلی بہن
کہ پہونچوں منزل پہ جلد جاکر کروں سوامی کے اپنے درشن
کئے تھے کانٹوں نے پاؤں زخمی پھٹی ہوئی سر پہ اک ردا تھی
مگر جمال نبی کی شیدا خیال محبوب میں فنا تھی
نہ دکھ کی پروا نہ سکھ کی خواہش نہ فکر سر تھا نہ ہوش جاں تھا
لگی تھی دل میں لگن لگی کی زباں پہ نام شہ زماں تھا
پڑے تھے صدمے کچھ اس غضب کے کہ زندگی تھی ہوئی اجیرن
دیئے تھے دنیا نے دھوکے یاں تک کہ دوست بھی ہو گئے تھے دشمن
محبت الفت کو طاق میں رکھ ہوا تھا بیزار باپ ایسا
کہ بات کرنے میں عار آئی نگاہ کرنا قسم ہوا تھا
پھر اس پہ سوتیلی ماں کے چلتر کہ نت نئے ظلم توڑتی وہ
گلاس توڑا صراحی پھوڑی یہ باتیں سب دل سے جوڑتی وہ
کبھی تھی تہمت کبھی تھا چھیڑ کبھی تھا الزام سرکشی کا
فریب تھا گر بخار ہوتا نہ باہت نہ سدا غشی کا
نہ چین جاں کو نہ سکھ بدن کو نہ دل کو ٹھنڈک نہ منہ کو تکا
نہ پاؤں جوتی نہ سر دوپٹہ نہ ہاتھ مہندی نہ تن کو کپڑا

رہی کو جاڑوں میں وہ بھڑکتی ہوا کو گرمی میں ترستی
یتیم نالے فلک پہ جاتے زہیر دل سے گھٹا برستی
عذاب ڈھاتی وہ بیرن اماں مگر ستمگر نہ پوچھتا کچھ
پڑے تھے آنکھوں پہ ایسے پردے کہ شکل کو نہ سوجھتا کچھ
ان ہی جھمیلوں میں پٹ پٹا کر غریب بچی ہوئی سیانی
ہوا اڑکپن جو دل سے رخصت بھری نگاہوں میں آ جوانی
مگر مصائب نے رت نہ بدلی نہ لی پریشانیوں نے ہم سے کروٹ
مظالم جانگزا کا توسن اس طرح اڑ رہا تھا سرپٹ
نکاح کا مرحلہ تھا ظاہر مجاز اس کی وہی قصائی
غضب غضب پر یہ اور ٹوٹا جوانی آفت یہ اور لائی
چچا کا لڑکا پڑھا نہ لکھا گنوں میں شیطان سے بھی بڑھ کر
اسی سے ظالم نے بات ٹھہرا وداع کی تاریخ کی مقرر
کرم کا سینے یہ فیصلہ سن ہوئی کچھ حالت عجیب طاری
خدا کو ڈھونڈھا فلک کو دیکھا اور ہائے بلک کے چیخ ماری
بدن میں ایک سنسنی سی آئی پچھاڑ کھا کر گری زمین پر
عجب مگر تھا وہ باپ ظالم ہوا اثر کچھ نہ جس لعین پر
وفا کی دیوی رضا کی پتلی حیا کے معنی بتا رہی تھی
زبان خاموش ضبط دل کا عجیب منظر دکھا رہی تھی
نہ سر پہ بھائی نہ ماں کا سایہ نہ کوئی سنگھی نہ کوئی ساتھی
بتا گئی دلبر ہے دلہن چلی پیا دیس چپ چپاتی
ہو ذلیل نندیں ذلیل شوہر نتیجہ بر کا تھا صاف روشن

پڑی تھی زخموں کی باڑ دل میں پھوکے اس حرم کی تھی سوکن
غضب کا غصہ ستم کی خفگی بلا کے جھگڑے تھی کی باتیں
ادھر سے تھپیڑ ادھر سے گھونسا کبھی تھی ہوکر کبھی تھیں لتیں
وبال تھی زندگی اب ایسا کہ موت کی آرزو میں مرتی
نمازیں پڑھ پڑھ کے گود پھیلا وہ موت کی اب دعائیں کرتی
طلاق کیسی خلع کہاں کا نہ جب ہو وارث ہی کوئی سر پر
تھا ایک میکے کے باپ بیشک سو وہ تھا سو دشمنوں سے بدتر
ہوا مصائب میں اور اضافہ ادھر تو ایک اور سوت آئی
ادھر سے جو آس تھی وہ ٹوٹی کہ باپ ظالم کو موت آئی
اندھیرے منہ کرہ اٹھتے جاڑے غریب چولھے میں جا کے مرتی
کہاں کا شکوہ گلہ کدھر کا وہ ٹہل کرتی اور اف نہ کرتی
دلہن کی لونڈی میاں کی ماما وقر نہ تھا کچھ اور نہ تھی کچھ
کچھ ایسی تھی بدنصیب ہستی کہ آہ تک میں اثر نہ تھا کچھ
خدا کا کرنا ہوا یہ ایک دن کہ کی ٹولی نے ایک دعوت
مگر یہ دعوت نہیں تھی دعوت حقیقتاً تھی کسی کی شامت
پکانے والا تھا کون بیٹھا وہی حسینہ غریب لونڈی
وہی تھی ماما وہی تھی حیبری وہی ذلیل اور وہی کلونڈی
فجر کی اٹھی کھٹک میں مرتی پکا پکو کر جو کھانا لائی
نمک کی کثرت شامت دل میں ایک آفت نئی سر لائی
سنائی باتیں فضیحتیں کیں بٹھا کے سب منہ پہ ملے برتن
کھڑی تھی خاموش صحن میں وہ بچی نہ بلنے رکتی تھی ماندن

نشہ میں بیہوش شب کو شوہر گھسا تو آگے بڑھی نویلی
لگا ئیں ایک ایک کی چار اس سے کہا کہ بھوکی گئی سہیلی
رہی نہ ظالم کو تاب سنکر وہیں پکارا وہیں بلایا
اوٹھا کے مارا ابھا کے مارا غریب کو خون میں لٹایا
لگائی گنڈی طلاق دیکر کیا اسی دم نکال باہر
غریب بیکس یتیم تنہا پڑی ہوئی تھی غرض سڑک پر
ڈراونی رات سر پہ آدھی آٹا ہوا خاک و خون میں تن سب
صدا یہ دی دل نے سنے حسینہ لٹی ہوئی سیدھی پہنچ تو یثرب
وہ سبز گنبد میں سونے والا عمل پہ امت کے رونے والا
وہی ہے مولا وہی ہے آقا وہی ہے شوہر وہی دولھا ہے

بلا کی بجلی چمک رہی تھی غضب کا پانی برس رہا تھا
کہ روضۂ پاک کی زمین پر قدم حسینہ نے آگے رکھا
مزار اقدس کو بوسہ دیکر گری یہ کہتی ہوئی حسینہ
کہ اے شہنشاہ دین و دنیا فدا میں اے والی مدینہ
کرم کی مجھ پر نگاہ مولا بری کٹی زندگی ہے میری
گنہ کی گٹھری ہے سر پہ بھاری اگر ہے کچھ تقویت ہے تیری
اسی طرح روتی ملاتی زمیں پہ منہ رکھے سو گئی وہ
تھی ایسی محو یقین ۔ بروگن کہ دور دنیا سے ہو گئی وہ
وہ دیکھتی کیا ہے ایک فرشتہ کھڑا سرہانے یہ کہہ رہا ہے
کہ مرحبا آفریں حسینہ یہ خون جو زخموں سے بہہ رہا ہے

ہلادے اس نے عرش و کرسی ملائک آنکھوں سے مل رہے ہیں
یہ خوں نہیں نیکیوں کے چشمے بدن سے تیرے ابل رہے ہیں
تم ہی سے روشن ہے بزم احمد رکھی محمد کی لاج تم نے
مٹا کے دنیا میں اپنی ہستی کیا خدائی میں راج تم نے

سرخاب کا دم واپسیں

(۱)

کہیں زیر ہم پتھر پر ایک جا — نشیمن تھا چھوٹا سا سرخاب کا
گزرے بہت دور انسان سے — نر و مادہ دونوں وہاں رہتے تھے
خوشی اس نشیمن پہ قربان تھی — یہ کٹیا مسرت کی ایک کان تھی
پرستش میں بھی نر کے مادہ اگر — تو قربان سو جان سے اس پہ نر
نشہ میں محبت کے سرشار تھے — کہ مونس تھے آپس میں غمخوار تھے
مسرت کی نخوت میں اینٹھا ہوا — یہ جوڑا تھا انڈوں پہ بیٹھا ہوا
امیدوں سے دل انکے آباد تھے — کہ بے فکر و خورسند تھے شاد تھے
یہ موسم تھا جیٹھ اور بیساکھ کا — برستا تھا مینہ ریت اور خاک کا
وہ لوؤں کا جھکڑ جو چلنے لگا — تو پانی بھی دریا سے بدلنے لگا
کنارے پہ دریا کے یہ حال تھا — کہ کیچڑ تھی خشکی تھی یا ریت تھا
ترقی میں گرمی برابر رہی — نہ پانی رہا اور نہ کیچڑ رہی
برہم پتر چٹیل سا میدان بنا — ہری کھیتیاں جل گئیں جابجا
کٹھن کچھ عجب دن پرندوں پہ تھے — گزرنے لگے فاقے پرندوں پہ تھے

کنارے پہ گھونگے نہ دریا میں جل | مگر مچھلیاں باہر آئیں نکل
نہ پانی رہا اور نہ دانہ رہا | فقط زندگی ایک بہانہ رہا
جب آنکھوں میں دونوں کا دم آگیا | تو مادہ نے رو کر یہ نر سے کہا
کبھی ایسی ایذا اٹھائی نہیں | مناسب ہو آقا تو چلئے کہیں
چگیں دانہ دنکا چلیں اور پھریں | کسی طرح سے پیٹ آخر بھریں

(۳)

سنا جب یہ نر نے تو آگے بڑھا | پروں پہ رکھا اس کے منہ اور کہا
رسیلی یہ آنکھیں چمکدار سر | یہ نازک کمر اور رنگین پر
زمرد ہے، پکھراج و نیلم ہے تو | نشیمن کی ملکہ ہے بیگم ہے تو
ہے مالک میرے دین و ایمان کی | میرے جسم کی دل کی اور جان کی
غلامی کا اقرار جب کر چکا | کروں اب میں انکار ہستی ہے کیا
مگر مجھکو کہنی بس ایک بات ہے | کہ معصوم بچوں کا بھی ساتھ ہے
یہ ننھی سی جان اور چھوٹے سے پر | کرینگے بھلا کیونکہ طے یہ سفر
یہاں چھوڑیں ایسے ٹھکانے نہیں | کہ بالے ہیں، پیاری، سیانے نہیں
ملا انکو دیں کیونکہ ہم خاک میں | کہ دشمن ہیں چاروں طرف تاک میں
کلیجے کے ٹکڑے ہیں دونوں میرے | حوالہ کیا آج ان کو تیرے
لگا ان کو سینہ سے اور شکر کر | کرم پہ خدا کے رکھ اپنی نظر
تجھے گھر سے باہر کروں، خود رہوں | تو بہتر ہے میں چوڑیاں پہن لوں
بڑا دھان کا کھیت اس پار ہے | ملا وہ تو بیڑا ابھی پار ہے
مگر یہ ملک ہے خدا کا بڑا | جدھر منہ اٹھا بس اُدھر میں چلا
اجازت دے اب دل پریشان ہے | خدا تیرا حافظ، نگہبان ہے

(۳)

یہ مادہ نے تقریر جس دم سُنی — قدم پر گری اور رونے لگی
کہا اس کا شاہد ہے میرا خدا — میرا اس سے مطلب یہ ہرگز نہ تھا
وہ اُٹھا اُٹھ کے قدموں پہ گرتی رہی — جو ممکن تھا اصرار کرتی رہی
نہ راضی ہوا جب کسی طرح نر — تو کہنے لگی اس سے باچشمِ تر
کنیز ہوں، نہ آقا مجھے بھولنا — میرا معاف کرنا کہا اور سُنا

(۴)

گلے سے لگا اسکو بچوں سے مل — اُڑا وہاں سے افسردہ و مضمحل
لئے ساتھ حسرت کو ارمان کو — چلا چل چلا چل ہوا بار وہ
لگا تاک سیدھا وہ بگٹٹ اُڑا — مقدر نے پر یہاں بھی دھوکا دیا
جسے کھیت سمجھا بیابان تھا — جسے وہاں جانا، وہ میدان تھا
لگا جب نہ خوراک کا یہاں پتہ — تو مجبور لاچار آگے بڑھا
نظر ایک جا آئے چاول پڑے — گرا تول کر پر، کہنے کر اڑے
مگر وہاں شکاری تھا اک تاک میں — بچھا دانہ بیٹھا تھا وہ خاک میں
لیا کھینچ بل، اور دئے توڑ پر — مقید کیا جال میں ڈال کر
لگا کرنے گاہک کا پھر انتظار — کہ مدت کے بعد ایسا آیا شکار
نصیبہ نے عرصہ میں کی یاوری — کہ گھر بیٹھے دولت خدا نے یہ دی

(۵)

گیا دن گذر جب چھپا آفتاب — تو مادہ کا بڑھنے لگا اضطراب
غضب یہ غضب ایک اور یہ ہوا — گرا دھڑکی پہاڑوں سے کالی گھٹا
لگی کہنے مولا مجھے کیا ہوا — یہ سینہ میں دل کیوں دھڑکنے لگا

کروں کیا، کدھر جاؤں، دیکھوں کہاں — میں اب کس سے پوچھوں میرا پی کہاں
مرا یا کہ زندہ پھنسا جال میں — یقیناً یہ کالا ہے کچھ دال میں
یہ دھوپتال پانی، کڑک کا یہ زور — یہ بجلی یہ بادل، ہوا کا یہ شور
یہ پڑنے لگے اولے بھی سخت آج کیا — سوامی نگہبان تیرا خدا

(۶)

پروں میں لئے دونوں بچوں کو تھی — مگر مضطرب اور حیران سی
یکایک جو کچھ جی میں آیا خیال — تو گردن کو اندر سے باہر نکال
لگی دیکھنے ہر طرف غور سے — کہ اڑنے کو شاید کوئی رہ ملے
غضب کا اندھیرا تھا چھایا ہوا — نہ تھا ہاتھ کو ہاتھ تک سوجھتا
قیامت کا پانی، غضب کی کڑک — دہل جائے دل جس سے ایسی چمک
نہ کچھ نیند تھی اور نہ کچھ بھوک تھی — سوامی کے درشن کی ایک ہوک تھی
یکایک یہ دی دل نے اسکو صدا — نشیمن میں بیٹھی ہے خاموش کیا
اندھیرے اجالے ہوئے جائینگے — یہ دنیا کے جھگڑے چلے جائینگے
محبت کی منزل میں ہر ہر قدم — مکمل مصیبت ہو یا بیش و کم
حقیقت تو یہ ہے کہ راحت ہے یہ — جو آفت بھی آئے تو نعمت ہے یہ
اگر بال بھی اس کا بیکا ہوا — تو پھر زندگی کا رہا کیا مزا
اذیت بھی اس راہ میں ہے بھلی — اگر موت آئے، تو ہے زندگی
یہ کہہ منہ پہ بچوں کو بوسہ دیا — کہا ان سے اتنا کہ، حافظ خدا

(۷)

فضا میں جو نکلی تو گھپ گھپ تھا — اور ابر سیاہ سر پہ چھایا ہوا
بھٹکتی پھری ہر طرف باوفا — کہ شاید نشاں پائے محبوب کا

گئی رات اتنے میں آدھی گذر — یہاں تک کہ آ پہنچا پچھلا پہر

ہوئی تھک کے چور اور کہنے لگی — مدد یا علی یا علی یا علی

برہ کی ستائی ہوں لاچار ہوں — بڑی قید غم میں گرفتار ہوں

ملا دے کوئی مجھ سے پیتم میرا — بھلا اسکا ہو دے بھلا ہو بھلا

کلیجہ میں تھی کھلبلی سی مچی — اور اک آگ اندر تھی سلگی ہوئی

بچھونوں میں مخلوق سوئی ہوئی — کوئی مطمئن کوئی روئی ہوئی

پرند آشیانوں میں دبکے ہوئے — وہ سوکھے ہوئے یا کہ بھیگے ہوئے

غرض ہر طرف عالم خواب تھا — اور اک نیند کا جال بچھا ہوا

گھڑی وہ کہ سنسار بیہوش ہے — سماں وہ کہ جو شئے ہے خاموش ہے

یہ شیشم سے گونجی یکایک صدا — کہ اے سونے والو بتاؤ ذرا

کہیں میرا محبوب دیکھا ہو گر — تو للہ دو مجھکو اس کی خبر

ہوا نے نہ کی ختم تھی یہ صدا — کہ نالہ بلند اک گھر سے ہوا

خبردار ہشیار اے نازنیں — نہ پھنس جائیو جال میں تو کہیں

مقدر کا مارا گرفتار ہوں — میں مجبور و معذور و لاچار ہوں

مگر تجھ سے غافل نہیں ایکدم — کروں کیا کہ ٹوٹا ہے مجھ پر ستم

میں گو دور تجھ سے پڑا ہوں یہاں — مگر تن یہاں ہے تو ہے تجھ میں جان

کیا ہے مقدر نے سامان اور — گھڑی دو گھڑی کا ہوں مہمان اور

تجھے تیرے بچوں کو دنیا نصیب — بحق رسول و طفیل حبیب

صبح ذبح ہوں گا یہ طے ہو چکا — تو رخصت ہم پیاری ہوا جو ہوا

یہ اونچا سا ہے سامنے جو مکان — کسی کی ہے دعوت، صبح کل وہاں

کڑھا اپنا جی مت، میں قربان ہوا — تو زندہ رہے، تیرا صدقہ گیا

(۸)

ہوئی ختم فریاد بز کی ادھر　　نمودار ادھر سے ہوئی وہاں سحر
خوشی سے خریدار ہنستا ہوا　　پکڑ ذبح کرنے اسے لے چلا
نکالی چھری اس نے ایک آب دار　　غضب اسکا پلڑا ستم اسکی دہار
پکڑ اس کی گردن کو مٹھی میں لے　　کیا قصد جوں ہی کہ ذبح کرے
صدا کان میں آئی او خوش سیر　　خدا کا تجھے واسطہ رحم کر
تجھے قتل یوں جس کا مرغوب ہے　　ارے سنگدل میرا محبوب ہے
میں نسبل ہوں ظالم دعا میری لے　　بچا بیوگی سے مجھے داغ سے
یہ مجبور ہے اور تو با اختیار　　جزا اسکی دے، تجھکو پروردگار
کرم کر، کرے رحم تجھ پر کریم　　نہ کر دونوں بچوں کو میرے یتیم
تجھے اپنی اولاد کا واسطہ　　چھری کی نہ تو دھار ہمکو دکھا
نظر کی جو اوپر خریدار نے　　تو دیکھا کہ مادہ کی فریاد ہے
بلکتی ہوئی اور پھڑکتی ہوئی　　نکالتی ہے چکر تڑپتی ہوئی
دیا ساری دنیا کا گو واسطہ　　نہ ظالم کو آیا رحم پر ذرا
نہ تاخیر بالکل بھی ذبح میں کی　　ہنسا اور ہنسکر چھری پھیر دی
تلملی ادھر خون کی جیب بھی　　تو مادہ یہ کہتی ہوئی گر پڑی
میں قربان اس خون کے صدقے　　نثار اس کے جو مجھ پر قربان ہوا
ارے بھائی انسان سے رحم کر　　خدا کے لئے اب مجھے ذبح کر
ارے خوش خوش اسکو لیا　　لیا اور سے کر ذبح کر دیا
لگی کہنے مادہ دم واپسین　　کرے مرد بچوں تمہیں آفریں
نہ ہو دل پہ مطلق تمہارے اثر　　بلا سے ہو برباد عورت اگر

میری طرح لاکھوں ہیں مائیاں — مٹیں اور نہ تیوری پہ بل لائیاں
کہاں تک یہ نفسانیت کب تلک — ڈر و زنگ لائیگا ایک دن فلک

بہار چمن سب یہ جانے کو ہے
خزاں اس میں ایک روز آنیکو ہے

مسلمانوں سے

ترببیت گاہ بنات کی سواری کے واسطے امدادی جلسہ
میں پڑہنے کے لئے

ہمارا منہ کہاں ہمکو میسر ایسی ساعت ہو — عزیزوں کا یہ مجمع ہو بزرگونکی یہ صحبت ہو
اب آئے ہو تو سنا و داستاں کچھہ دردمندونکی — تکدر ہو مسرت ہو خوشی ہو یا کہ زحمت ہو
یہ جگ بیتی نہیں ہے داستاں اپنی ہی بیتی ہے — بزرگوں درگذر کرنا اگر شکوہ شکایت ہو
تمہی سے گر نہ روئیں ہم تو یہ دکھڑا کہاں روئیں — تمہی کھیوا ہو کشتی کے تمہی مذہب کی آیت ہو
تمہی سے نام ہے صل علےٰ زندہ محمدؐ کا — تمہی اسلام کے حامل تمہی اسکی عبارت ہو
تمہی سے مسجدیں آباد جاری خانقاہیں ہیں — تمہی ہو غنچہ اسلام کی وجہ مسرت ہو
تمہی سے علم دین روشن تمہی سے مدرسے جاری — خدا رکھے تمہیں اسلام کے تم ابر رحمت ہو
اب اس کے بعد کہنا ہے جو کچھہ وہ نفس مطلب ہے — کریں کچھہ عرض خدمت میں اگر ہمکو اجازت ہو

ہمیں معلوم ہے الحق مگر کیا کریں لیکن — زبان پر وکیں کہاں تک جبکہ اظہار حقیقت ہو
محبت کے مدارج جسقدر ہیں ختم انکوں پر — تواضع ہو کہ خاطر ہو مدارات ہو کہ دعوت ہو
زکواۃ و صدقہ و خیرات جو کچھہ ہے وہ مردونکو — نہ اسکی مستحق لڑکی نہ دعویدار عورت ہو

محدث ہوں تو ارشاد کے ہوں جو قاری ہوں تو قرآں کے ہوں　　ہمیں تا زندگی مطلق نہ انکی کچھ ضرورت ہو

یہی عہد رسالت میں بھی تھا عورت کیا بڑا　　جواب ایمان سے دینا اگر دلمیں صداقت ہو

چلو ایک بات بتلاؤ ۔ حدیث ہی کیسے پایہ کی　　مسلمانوں کی ماں عائشہ سے جو روایت ہو

زبان پاک سے کس کی صدا گونجی یہ دنیا میں　　حصول علم بیشک فرض ہے مرد ہو کہ عورت ہو

ہٹو چودہ صدی پیچھے درود اس پر سلام اس پر　　مقدس جس کی ذات پاک پر ختم نبوت ہو

ادھر ہیں لوگ اس دھن میں مٹا دیں دین احمد کو　　ادھر تکمیل دین ہو ادھر آنحضرت کی رحلت ہو

مسائل ہیں جو لاینحل کرے اب کون انکو حل　　عمر خاموش و ساکت ہوں خلافت محو حیرت ہو

خدا کی شان ہے مردوں کی عقلیں ہوں جہاں ساکت　　وہاں پتھر کو پانی کرنیوالی ایک عورت ہو

کہو سچ ہے غلط! صدیق کی بیٹی وہ صدیقہ　　مسلمانوں کی ماں مردوں پہ بھی جسکی فضیلت ہو

خدا اسکا رسول اسکا حدیث اسکی قرآن اسکا　　کلام پاک جسکی پاکبازی پر شہادت ہو

خدا کی شان ہمارے علم کو اب تم گنت سمجھو　　بلا سے قوم ہو برباد نکبت ہو کہ ذلت ہو

ہماری گود سے کافر نہ لوگے تو پھر کیا لوگے　　ہم ہی کو نام سے اسلام کے نفرت و وحشت ہو

کوئی دنیا میں ایسی قوم زندہ ہو تو بتلا دو　　جسے تعلیم سے نسواں کے اس درجہ نفرت ہو

جو امت مانتا چلن یہ ہیں دنیا میں مٹنے کے　　میسر آج خواہ کتنی ہی دولت ہو کہ ثروت ہو

یہی رفتار ہے تعلیم نسواں کی تو لکھ رکھو　　متمول لاکھ ہو موجود کیسی ہی امارت ہو

وہ بچے ہونگے پیدا جو خدا سے دور بھاگیں گے　　جنہیں اسلام سے نفرت جنہیں کلمہ سے وحشت ہو

خدارا غور کرو دنیا یہ شکوہ گر گراں گذرے　　نہیں اسلام کا شیوہ کہ دلمیں کچھ کدورت ہو

یہ سب تمہید تھی اب اسکے بعد ایک التجا بھی ہے　　جو رد کردو تو مالک ہو قبول ہو گر عنایت ہو

تصدق اپنے بچوں کا ادھر بھی یک نظر ڈالو　　ہماری بھی کتھا سن لو اگر دم بھر کی فرصت ہو

جگر کے پار ہونگے اب وہ نالے لب پہ آتے ہیں　　بلا دینگے کلیجہ دلمیں گر کچھ بھی حرارت ہو

تمہیں دنیا کی خوشیاں عیش جلسے سب مبارک ہیں — میسر رات دن آرام ہو آسائش ہو راحت ہو
تمہاری مشکلیں آساں تمہاری خواہشیں پوری — الگ ہو درد و غم اور دور تم سے رنج و کلفت ہو
مگر از راہ شفقت ایک بات ہمکو بھی بتلا دو — خدا کا شکر و احسان صاحب عقل و فراست ہو
شریک کلمہ توحید ہو محسن ہو بھائی ہو — ہم ہیں جس کے نام شیدا اسی کی تم بھی امت ہو
مسلماں لڑکیاں اغیار میں تعلیم کو جائیں — جہاں تبدیل مذہب انھیں کی دن رات عزت ہو
ملیں کھانے کو مچھلی گوشت انڈے بسکٹ روزانہ — تو پینے کو انھیں لیمن ہو سوڈا برف شربت ہو
کبھی بنام میں جا تو کبھی صندوقچیاں رنگیں — کھلونا ہو کبھی اعلیٰ تو کاپی خوبصورت ہو
یہ سب کچھ کس کے لئے اسواسطے اور اسلئے بیشک — کہ مذہب کی ہر ایک ممکن طریقہ سے اشاعت ہو
گذرتی ہے جو کچھ اسلام پر العظمت للہ — ادھر آؤ کبھی دیکھو اگر تھوڑی سی مہلت ہو
وہ دردانگیز منظر ہے کہ ٹکڑے دل کے اڑ جائیں — اگر دیکھیں مسلمان اور تھوڑی سی حمیت ہو
فضا صبح میں جبدم مؤذن کی اذان گونجے — گھروں میں کلمہ اقدس مساجد میں اقامت ہو
یہ بھڑانے کی باتیں ہیں کہ ایسی نور کی ساعت — مسلماں بچوں کے منہ پر یوحنا کی آیت ہو
یہ گوناگوں تماشے روز و شب دنیا دکھاتی ہے — تامل سے اگر دیکھو اگر چشم بصیرت ہو
یہ کیسا وقت نازک ہے بتاؤ اے مسلمانوں — ہمارا دین رخصت پردہ ناموس غارت ہو
ہم اپنے ہاتھ سے اسلام کے جوہر فنا کر دیں — ہمارا رنگ آزادی ہو پر وہ ہم سے لعنت ہو
غضب ہے لینے والے نام احمد کے ہوں یوں رسوا — نہ شکلوں پر ہو نور انکے نہ چہرہ دل پر شرافت ہو
بھرا دل ہی پڑا جھوٹیں کہاں تک ہائے یہ قصہ — اٹھا لے اب خدا ہمکو کہ اس جھگڑے سے فرصت ہو

دکھائیں اپنی حالت اب اگر دیکھو توجہ سے — سنائیں درد دل اپنا اگر سننے کی طاقت ہو
ہماری تربیت گاہ بنات اور بورڈنگ اسکا — کہ جسکے آج اے احباب تم سب زیب و زینت ہو
تمام ہندوستان میں ایک اکیلی انسٹیٹیوشن ہے — مسلمان بچیوں کی ہر طرح جس میں حفاظت ہو

خدا کے نام کو سمجھیں پڑھیں لکھیں ہنر سیکھیں
نہ ہو نام ہی مسلمان دلمیں بھی کچھ اسکی عظمت ہو

پتہ دیتی ہے کچھ اے قوم مستقبل کا یہ کوشش
خدا کا فضل گر شامل ہو اور تیری اعانت ہو

قریب آئی ہے وہ ساعت نہیں ہیں دور کچھ وہ دن
کہ ہر بچی یہاں کی فخر دین ہو فخر ملت ہو

مگر درکار ہے اے قوم کچھ احساس خود داری
اگر پہلو میں دل ہو اور دل میں کچھ حمیت ہو

مدارس ہوں جو غیروں کے وہاں گاڑی بھی ڈولی بھی
ہمیں آنا پڑے پیدل بخار ہو یا حرارت ہو

ڈر کے آنے سے بچی اس لئے یاں پر محلہ کی
کہ چھوٹے چھوٹے پاؤں کس طرح طے یہ مسافت ہو

بہت سی بچیاں محروم ہیں فیضان سے اسکے
کریں کیا کیونکر آئیں جب نہ اتنی استطاعت ہو

ہماری ناؤ کر دو پار ہے منجدھار میں اٹکی
کہ ہم پردہ نشیں ہیں اور تم مردوں کی صورت ہو

ہمیں لے دو اگر گاڑی تو کیا اسمیں کلام ہے کچھ
کہ بڑھکر اس سے قرآں کی بھلا کیا اور خدمت ہو

ہمارے چھوٹے چھوٹے ہاتھ ہمارے ننھے ننھے دل
کہ جس میں شکر کی طاقت ہے نہ بدلے کی قدرت ہو

کسی قابل نہیں لیکن دعائیں دینگے ہم کو یہ
ترقی مال و دولت میں ہو اور عمر و دین برکت ہو

دعائیں ہوں تو جلدی بس اے اللہ کے بندو
دعا دو ایک گھوڑا ایک گاڑی جس کی قیمت ہو

خدا بچوں کو عمر دے ترے برکت ہو کمائی میں
ہمارا حق جو ہو اسمیں وہ ہمکو بھی عنایت ہو

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب
کی لکھی ہوئی زنانہ تعلیم کی
کتابیں

بیوی کی تعلیم یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے، ضخامت ۲۱۶ صفحے ہیں، یہ انیس ۱۹ سبقوں کا مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ حسن نظامی نے اپنی اہلیہ کو بطور تعلیم کے لکھ کر بھیجے تھے ان اسباق میں خانہ داری کی وہ سب باتیں آگئی ہیں جو ہندو مسلمان اور یورپین گھروں میں مروج ہیں اور ان باتوں کو ایسے طریقے سے لکھا ہے کہ ہندو مسلم عورتیں صرف یہ ایک کتاب پڑھ کر تمام قابل اصلاح خرابیوں سے آگاہ ہوسکتی ہیں اور جن چیزوں سے ملک ہندوستان تباہ و برباد ہو رہا ہے ان کو ٹھیک طور پر درست کرسکتی ہیں چند سبقوں کے عنوان ہیں، دین، تعلیم و تربیت، دمڑی ناک، میاں، بیوی، بچے، اوپری خلل، بیاہ، شادی، غمی، نذر، نیاز، لباس، مکان، کھانا، پینا، کئی بیویاں، عرس محرم، مسلم لیگ، کانگریس، یہی وہ کتاب ہے، جس پر ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور مردوں اور عورتوں نے دیباچے لکھے ہیں، جو اس کتاب کے ساتھ شایع ہوئے ہیں، سب نے تسلیم کرلیا ہے، کہ عورتوں کے لیئے یہ اکیلی کتاب سو کتابوں سے زیادہ مفید ہے، ہندوستانی گھر میں خواہ وہ ہندو کا ہو یا مسلمان کا اس کتاب کا رکھنا ضروری ہے یہ ایسی کام کی کتاب ہے کہ زکوٰۃ کے روپیے غریب عورتوں میں تقسیم کرنی چاہیئے، کیونکہ اس کے پڑھنے سے عورتوں کو آسانی کے ساتھ گھر چلانا آجائے گا، شوہروں سے برتاؤ کرنا سیکھ جائیں گی اور اپنے خانگی بیہودہ رسم و رواج کے اصلاح کرنے کا شوق پیدا ہوجائے گا، جو لوگ اپنی بیویوں کو تعلیم دینا اور اپنے کام کا بنانا چاہتے ہیں ان کو یہ کتاب ضرور خریدنا چاہیئے، قیمت عہ

بیوی کی تربیت ضخامت ۱۲۸ صفحے، کاغذ درمیانہ، لکھائی چھپائی صاف، اس میں مختلف لوگوں کے بیان میں مصنف کی بیوی خود یہ بات

صاحبہ نے حسب ذیل سولہ سوالات اخبارات میں شایع کرائے تھے، مشہور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے ہیں، وہ سب اس کے اندر ہیں، وہ سوالات یہ ہیں،

(۱) بچوں کو دینی تعلیم کیونکر دینی چاہیئے (۲) بچیوں کی تعلیم و تربیت کا سب سے اچھا طریقہ کیا ہے، (۳) شادی و غمی کی فضول خرچیاں کس طرح دور ہو سکتی ہیں (۴) میاں بیوی میں محبت و سلوک قائم رکھنے کی کیا تدبیر ہے (۵) بعض مرد اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں، مستورات اپنی ہم جنس بہن کو کیونکر مدد کر سکتی ہیں (۶) ہندوستان کا موجودہ پردہ قابل اصلاح ہے یا نہیں (۷) نئی روشنی کی تقلید میں ترقی کرنی چاہیئے یا پرانے دستور کی پیروی میں (۸) اسکولوں میں بھیجکر لڑکیوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے (۹) نئے اصول کے موافق عورتوں کو تیمارداری کیونکر سکھائی جائے (۱۰) مختلف صوبوں کی عورتیں آپس میں اتحاد کس طریقہ سے پیدا کریں، (۱۱) اخباروں میں مضامین لکھنا، زنانہ جلسوں میں تقریریں کرنا عورتوں کو کیونکر سکھایا جائے (۱۲) اگر ہندوستان کو خود مختاری کی حکومت مل جائے تو عورتوں کا حصہ اس میں کیا حصہ ہونا چاہیئے، (۱۳) غریب اور محتاج لڑکیوں کی تعلیم کا کیا بندوبست مناسب ہوگا (۱۴) عورتوں کی عمر پر تعلیم ہونی چاہیئے یا نہیں، (۱۵) مسلمان عورتوں کا قومی لباس کیا ہونا چاہیئے، (۱۶) حفظان صحت کے اصول میں عورتوں کو کیا کیا کام کرنے لازمی ہیں

جوابات لکھنے والیاں یہ ہیں:-

بنت نواب فضل اللہ خاں، اہلیہ نواب محمد اسمعیل خاں، اہلیہ مولوی بشیر الدین احمد اہلیہ سید ہمایوں مرزا بیرسٹر، ا س ح، صاحبہ، ک، ف، صاحبہ، ام کاظم صاحبہ، بی، جے بیگم ن، ن، بی صاحبہ، ایس، بی صاحبہ، ممتاز صاحبہ، مسز محمد واحد شریف، شاہجہاں عارف صاحبہ، والدہ صاحبہ مشتاق، مس ظہر صاحبہ، ش، ز، صاحبہ۔ فاطمہ صدیقہ صاحبہ نظامی والی ریاست مانا و در کاٹھیاواڑ، قیمت صرف (ایکروپیہ) عہ

ملنے کا پتہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی